مضمون مغربی دنیا کے علمی جرائد میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ ایک مستشرق شیولر جونز (Schuyler Jones) نے نورستان (افغانستان) اور چترال کی کالاش برادری کے بارے میں ۱۹۶۶ء میں ایک توضیحی کتابیات مرتب کی تو اس میں کم وبیش تین سو کتب ومقالات کی نشاندہی کی۔ بعد ازاں کتابیات کا دوسرا حصہ بھی شائع ہوا۔

پاکستان: کیتھولک چرچ-اعداد وشمار

[حالیہ مردم شماری کے نتائج ابھی سامنے نہیں آئے، تاہم مسیحی برادری سے تعلق رکھنے والے مختلف طبقے اپنے بارے میں اعداد وشمار پیش کرتے رہتے ہیں۔ ۱۹ اپریل ۱۹۹۸ء کے "دی کرسچین وائس" میں کیتھولک چرچ کے بارے میں حسبِ ذیل تقابلی جدول شائع ہوا ہے۔ مدیر]

	۱۹۷۳ء	۱۹۹۸ء	اضافہ
پیرش (حلقے)	۷۶	۱۰۷	۸ء۴۰ فیصد
ڈایوسیس پادری	۶۷	۱۳۷	۵ء۱۰۵ فیصد
مذہبی پادری	۱۶۲	۱۲۹	-۲۰ فیصد
برادران	۷۱	۳۲	-۵۵ فیصد
خواہران	۵۸۵	۷۲۳	۶ء۲۳ فیصد
کیتھولک آبادی	۳۴۴۲۰۰	۱۰۱۷۰۰۰	۶ء۱۹۵ فیصد
کل آبادی	۴۵۰۰۰۰۰۰	۱۳۰۰۰۰۰۰۰	۸ء۱۸۳ فیصد

قانون توہین رسالت پر امریکی کانگرس کمیٹی رپورٹ--- ممکنہ ترمیمات

[مسیحی جریدے "ہم سخن" (لاہور) نے "قانون توہینِ رسالت" کے خلاف امریکی کانگرس کمیٹی کی رپورٹ میں اٹھائے گئے اعتراضات پر عمانویل ظفر کا مندرجہ ذیل نقطہ نظر بطور "اداریہ" شائع کیا ہے۔ "ہم سخن" کا یہ "اداریہ" کتابت کی اغلاط درست کرتے ہوئے ذیل میں معاصر مذکور کے شکریے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے قارئین کو یاد ہو گا کہ ہم نے امریکی کانگرس کی رپو
اور اگست ۱۹۹۷ء کے شماروں میں اظہار خیال کیا تھا اور ستمبر ۱۹۹۷ء شمارے میں ۔ ن مزید کی
مسیحی برادری کا ردعمل ریکارڈ کیا گیا تھا۔ مدیر ا

گزشتہ دنوں امریکی کانگرس کمیٹی کی تازہ ترین رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسیحی دنیا بھر میں مظلوم ترین اقلیت ہیں۔ انہیں سب سے زیادہ مذہبی تعصب کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ رپورٹ میں پاکستان کو ایسے ممالک کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے جہاں حکومتی سطح پر امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے، ان پر تشدد کیا جاتا ہے اور ملکی قانون کے تحت انہیں ہراساں کیا جاتا ہے۔ کانگریس کمیٹی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ توہین رسالت کے متنازع قانون کے تحت مقرر کردہ سزائے موت کو مسیحیوں اور احمدیوں کو ہراساں کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ کانگریس نے کلنٹن انتظامیہ سے سفارش کی ہے کہ پاکستان سمیت ایسے تمام ممالک کی امداد بند کی جائے جو اقلیتوں کو تحفظ اور مکمل آزادی فراہم نہیں کرتے۔ بعض اخبارات کی اطلاع کے مطابق قادیانیوں کے سربراہ مرزا طاہر احمد پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے لندن سے امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو ایسی دستاویزات مہیا کی تھیں جن میں مبالغہ آمیز حد تک تفصیلات بیان کی گئیں اور دستاویزات میں پاکستان کے آئین کی بعض شقیں شامل کی گئی ہیں جن کو مسیحیوں، قادیانیوں اور دیگر اقلیتوں کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔

امریکی کانگرس کمیٹی کی رپورٹ پر پاکستان میں ملا جلا ردعمل سامنے آیا ہے۔ ملک بھر کی اکثریتی مذہبی تنظیموں کی طرف سے اس رپورٹ پر شدید تنقید کی گئی ہے۔ ان کے مطابق توہین رسالت کے متعلق قانون پاکستان کے قانون کا حصہ ہے اور کسی بھی ملک کا پاکستان کے مروجہ قوانین میں تبدیلی کرنے پر زور دینا پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے ضمن میں آتا ہے۔ ان کے نزدیک توہین رسالت کے قانون کی منسوخی یا ترمیم پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ جب کہ دوسری جانب اقلیتیں اس رپورٹ کو مبنی بر حقیقت قرار دیتی ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ دنوں انسانی حقوق کے بارے میں امریکی رپورٹ کے حوالے سے امریکن سنٹر - لاہور میں منعقدہ مذاکرہ کے بیشتر شرکاء نے بھی امریکی کانگرس کمیٹی کی رپورٹ کے اقتباسات سے اتفاق کیا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آٹھویں ترمیم کے نفاذ کے بعد اسلامائزیشن کے عمل سے (جس میں تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۵-بی اور ۲۹۵-سی بھی شامل ہیں) ملک میں فرقہ واریت، مذہبی جنونیت، انتہا پسندی اور دہشت گردی کو فروغ ملا۔ پاکستانی قوم میں ایسے طبقات نے جنم لیا جن کی سرگرمیوں سے پاکستانیت کا بت پاش پاش ہوتا چلا گیا۔ اولاً ایک طبقہ اپنے مذہبی مسلک

کی بالادستی مسلط کرنے کے لیے دوسرے مسلک کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ ایک مسلک کے علماء اپنے معتقدین اور پیروکاروں کو یہ درس دیتے گئے کہ دوسرے مسلک کے وجود کو پاکستان کی سرزمین سے نیست و نابود کرنے سے انہیں جنت میں جگہ ملے گی جس کی وجہ سے بعض مذہبی مسلک کے پیروکار جنت کی تلاش میں انتہا پسند اور دہشت گرد بن گئے۔ ثانیاً دوسرا طبقہ ایسے لوگوں پر مشتمل پردہ سکرین پر نمودار ہوا جو پاکستان مخالف بیرونی طاقتوں کے آلہ کار بن کر ملک میں افراتفری، دہشت گردی اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے ہیں۔ ایسا طبقہ ملک میں شرپسندی، فرقہ واریت، دہشت گردی اور افراتفری پھیلانے کی غرض سے بے روزگار نوجوان نسل کی مجبوریوں کا سہارا لے کر انہیں کرائے کے دہشت گرد بنا کر فرقہ واریت کے شوشے چھوڑتا رہتا ہے، تاکہ ملک میں افراتفری کی فضا چھائی رہے۔ اقلیتوں کے نقطہ نظر سے توہین رسالت کے قانون میں ۱۹۹۰ء سے سزائے موت مقرر ہو جانے کے بعد تیسرا انتہا پسند طبقہ ایسا بھی سامنے آیا جو توہین رسالت کے قانون کی آڑ میں کسی شخص کو اس جرم میں ملوث کرنے کے بعد خود ہی جج اور خود ہی مدعی بن کر اس جرم میں ملوث شخص کو اپنی صفائی پیش کرنے کی مہلت ہی نہیں دیتا اور ایسے شخص کو ماورائے عدالت قتل کرنے کی روش پر چل نکلا ہے، حالانکہ قرائن و حقائق شاہد ہیں کہ جب بھی کسی مسیحی کو ایسے سنگین جرم میں ملوث کیا گیا تو وہ بے گناہ ثابت ہوا، کیونکہ جس طرح ایک مسلمان خداوند یسوع مسیح (حضرت عیسیٰ) کے خلاف گستاخی کے بارے میں سوچ نہیں سکتا۔ اسی طرح کوئی مسیحی بالخصوص پاکستانی مسیحی حضور اکرمؐ کی توہین کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسی لیے اگر کسی بھی مسیحی کو ایسے مقدمہ میں ملوث کیا گیا تو گو سیشن کورٹ کی حد تک ضلع میں مقامی مذہبی کشیدگی کے خوف سے سیشن عدالت کو موت کی سزا سنانی پڑی، لیکن ایسے فیصلوں کی عدالت عالیہ نے کبھی توثیق نہ کی، بلکہ مقدمہ کو Case of No Evidence قرار دے کر بے گناہ مسیحیوں کو بری کر دیا اور دوران سماعت اس امر کا بھی انکشاف ہوا کہ مدعی جھوٹا تھا اور مستغیث نے محض ذاتی دشمنی، کاروباری رقابت یا پھر مذہبی فرقہ واریت یا شرپسندی کے ذریعے فسادات کرانے کے لیے مقدمہ درج کرایا تھا۔

پھر بھی گزشتہ چند سالوں میں فیصل آباد کے نعمت احمر، لاہور جیل میں قید طاہر اقبال اور منظور مسیح کے توہین رسالت کے جرم کے الزام میں ماورائے عدالت قتل کیے جانے کے بعد اور اسی قانون کی آڑ میں دو مسیحی چکوک شانتی نگر اور ٹبہ پر یلغار اور محاصرہ کے بعد انہیں جلا کر راکھ کر دینے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے واقعات رونما ہونے کے بعد پاکستان کی اقلیتوں میں احساس عدم تحفظ کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ قطع نظر اس کے کہ امریکی کانگرس کمیٹی رپورٹ کی سفارشات پر